رسول اللہ(ص) کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ (س)

آمِنہ بنت وَہْب (سال وفات 46 قبل از ہجرت/576 ع)، رسول اللہ(ص) کی والدہ ماجدہ اور قریش کی محترم ترین خاتون ہیں جن کی ہجرت سے 54 یا 53 سال پہلے عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ السلام سے شادی ہوئی۔ اس پیوند کے نتیجے میں انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو جنم دیا۔ رسول اللہ(ص) 6 یا 4 سال کے تھے کہ آمنہ مدینہ سے مکہ واپسی کے وقت ابواء کے مقام پر وفات پاگئیں۔

ولادت اور نسب

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن إلیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔[1]

آمنہ بنت وہب کی صحیح تاریخ ولادت معلوم نہیں ہیں لیکن کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب نے ان کا رشتہ مانگا تو ان کی عمر 24 سال تھی۔[2]

چنانچہ وہ تقریبا 64 سال قبل از بعثت پیدا ہوئی ہیں۔ آمنہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں اسی بنا پر مشہور ہے کہ نہ رسول اللہ(ص) کا کوئی ماموں تھا نہ کوئی خالہ[3] بعض مآخذ کا کہنا ہے کہ انہیں اپنے چچا وہیب کی سرپرستی حاصل تھی[4]۔[5] ان کے بقول اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد کا انتقال ہوا تھا؛[6] لیکن یہ روایت یقینی نہیں ہے۔ انہیں قریشی خواتین میں سے برتر و افضل خاتون کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے[7] مروی ہے کہ جب کئی عربوں کے ہاں بیٹی کی پیدائش باعث خجلت ہوتی تھی، آمنہ اپنی قوم اور خاندان میں خاص احترام و عظمت رکھتی تھیں۔[8]۔[9]۔[10] یا آپ(ص) نے فرمایا: "أنا ابن العَواتِكِ والفواطم"۔:یعنی میں عاتکہ اور فاطمہ کے نام والی خواتین کا فرزند ہوں۔[11]

آمنہ مکہ میں پیدا ہوئیں۔[12] ان کے والد پدرش «وَہَب»، ان دنوں بنو زہرہ کے زعیم تھے اور ان کے جد امجد عبد مناف بن زہرہ تھے جو اپنے چچا زاد بھائی عبد مناف قصی تھے اور وہ دونوں احتراما منافَین کہلاتے ہیں۔ ان کے والد کی دادی "عاتکہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال السلیمہ" ہیں جو سہ گانہ عواتک میں ہیں جن پر فخر فرمایا کرتے تھے کہ عواتک ثلاث کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ(ص) فرمایا کرتے تھے کہ "أنا ابن العَواتِكِ مِن سُلَيم"۔: یعنی میں بنی سلیم کی عاتکاؤں کا فرزند ہوں"۔۔[13]۔[14]۔[15]

ان کی والدہ بَرّہ بنت عبدالعزی اور نانی ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزی بن قصی اور ام حبیب کی والدہ برہ بنت عوف ہیں۔[16]

رسول اللہ(ص) نے فرمایا: "لم یزل ینقلني الله من أصلاب الطاهرین إلی أرحام المطهرات حتی أخرجني في عالمكم هذا لم یدنسني بدنس الجاهلیة۔": یعنی خداوند متعال نے مجھے مسلسل پاک مردوں کی صلبوں سے پاکیزہ خواتین کو کوکھوں میں منتقل کرتا رہا

حتی کہ تمہاری اس دنیا میں وارد کیا اور اس نے مجھے جاہلیت کی پلیدیوں سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔[17]۔[18]۔[19]۔[20]۔[21]۔[22]۔[23] رسول اللہ(ص) نے فرمایا: "لَمْ يَلْتَقِ أَبَوَايَ فِي سِفَاحٍ ، لَمْ يَزَلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُنَقِّلُنِي مِنْ أَصْلَابٍ طَيِّبَةٍ إِلَى أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ ، صَافِيًا ، مُهَذَّبًا ، لا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ إِلا كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا"۔: یعنی خداوند متعال نے مجھے پاک صلبوں سے مطہر رَحِموں میں، خالص اور نفیس حالت میں، منتقل کیا؛ جب بھی کہیں یہ اصلاب و ارحام شاخوں میں تقسیم ہوئیں میں بہترین شاخ میں قرار پایا۔[24]

چنانچہ مذکورہ تفصیلات سے حضرت آمنہ کی طہارت اور پاکیزگی اور شرک و کفر سے عدم آلودگی ثابت ہے۔

عبداللہ کے ساتھ شادی

بعض ایک جیسی روایات کے مطابق روز پیدائش سے لے کر شادی کی شب تک عبداللہ بن عبدالمطلب کی پیشانی میں ایک خاص قسم کا نور [نور نبوت][25] جھلک رہا تھا جس کی وجہ سے ایک خثعمی عورت۔[26]۔[27]۔[28] اور ورقہ بن نوفل کی بہن[29]۔[30] کی بہن "فاطمہ خثعمیہ"[31]۔[32]، یا لیلی عدویہ[33] نے ان کی طرف رغبت دکھائی۔ وہ اس نور کو چاہتی تھیں جس کے بموجب انھوں نے عبداللہ کو شادی یا ہمبستری کی پیشکش کی۔[34]

عبداللہ نے رغبت دکھانے والی عورت کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

أمّا الحرامُ فَ الحِمامُ / المماتُ دونَهُ

والحِلّ لا حِلَ فأستبينُهُ

فكيف بالأمر الذي تبغينَهُ

يحمي الكريمُ عِرضَهُ ودينَهُ

تمہاری حرام خواہش بر لانے سے موت بہتر ہے ؛ حلال خواہش کا کوئی راستہ نہیں ہے جس پر میں غور کروں؛ پس میں کیونکر تمہاری اس خواہش سے اپنے آپ کو آلودہ کروں گا؛ [جبکہ] جوانمرد انسان اپنے دین و آبرو کا تحفظ کرتا ہے[35]۔[36]

عبداللہ بن عبدالمطلب کا یہ جواب ۔ جس میں جاہلیت اور جرم و گناہ کے اس ماحول میں دین و ناموس کی حفاظت اور حلال و حرام کی پابندی کی جھلک صاف واضح ہے ۔ خود ان کے ایمان راسخ اور اعتقاد خالص کا ثبوت ہے۔

آمنہ کے ساتھ شادی کے بعد یہ نور آمنہ کی طرف منتقل ہوا[37] اور عبداللہ کے چہرے سے غائب ہوا اسی بنا پر آمنہ کے ساتھ شادی اور زفاف کے بعد ان عورتوں نے دوبارہ آپ کی طرف رغبت کا اظہار نہیں کیا۔ تاریخی مآخذ میں ہے کہ یہودی عبداللہ کے دشمن تھے اور ان کے قتل کے منصوبے بنایا کرتے تھے جس کہ وجہ ان کے چہرے میں دکھائی دینے والا نور تھا۔[38]

ان دو بزرگواروں اور رسول اللہ الاعظم(ص) کے والدین ماجدین کی شادی کا جشن مسرت تین شب و روز تک جاری رہا۔ ان ایام کے دوران عبداللہ نے اپنے قبیلے کی رسم کے مطابق دلہن کے گھر میں قیام کیا۔[39]

جس گھر میں عبداللہ آمنہ کی بارات لے کر آئے اس میں پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور یہ سیڑھیاں شمال کی طرف کھلنے والے دروازے سے متصل تھیں جہاں سے گھر کے اگواڑے میں داخل ہوا جاسکتا تھا اور اس کی لمبائی 12 میٹر اور چوڑائی 6 میٹر تھی۔ دائیں جانب کی دیوار میں دروازہ لگا ہوا تھا جو ایک گنبد کی جانب کھلتا تھا۔ اس اگواڑے کے وسط میں (مغربی دیوار سے قریب تر،) لکڑی کا بنا ہوا کمرہ تھا جس کو دلہن کے کمرے کے عنوان سے مد نظر رکھا گیا تھا۔[40]

عبداللہ کی ناگہانی وفات

آمنہ اور عبداللہ کی مشترکہ زندگی زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکی اور شادی کے چند روز بعد عبداللہ تجارتی سفر پر نکلے اور واپسی کے دوران یثرب میں بیمار پڑھ گئے اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کی وفات کی خبر سن کر آمنہ نے کچھ اشعار اپنے شریک حیات کے سوگ میں کہے ہیں:

آمنہ کا مرثیہ

عفا جانب البطحاء من آل هاشم * وجاور لحدا خارجا في الغماغم

دعته المنايا دعوة فأجابها * وما تركت في الناس مثل ابن هاشم

عشية راحوا يحملون سريره * تعاوره أصحابه في التزاحم

فإن تك غالته المنون و ريبها * فقد كان معطاء كثير التراحم

القسطلانی، المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، ج1، ص75۔

اشعار کا ترجمہ

سرزمین بطحاء کے پہلو میں فخر آل ہاشم کے موت کے منہ میں چلا گیا

اور لحد کے ہمجوار ہوا جبکہ عظمت اور سخاوت میں سربرآورہ ہوچکے تھے

موت نے [ناگہانی طور پر] اس کو دعوت دی اور اس نے قبول کرلی

لیکن اس [موت] نے ہاشم کے فرزند کا کوئی جانشین [یا بدیل و مثیل] نہیں چھوڑا

بوقت شب ان کا جنازہ اٹھایا گیا

اور دوست انہیں ایک ہجوم میں لے کر جارہے تھے

حوادث زمانہ نے ایسے انسان کو موت کے منہ میں دھکیل دیا

بو سخی الطبع اور مہربانی سے سرشار قلب کا مالک تھا

عائشة عبدالرحمن، آمنہ مادر پیغمبر، ص123

بعض روایات کے مطابق عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ(ص) کی ولادت کے کچھ ہی عرصہ بعد دنیا سے رخصت ہوئے۔[41]

بعض کا کچھ کہنا ہے کہ قربان سے بچنے کے بعد ان کی ناگہانی موت کی حکمت یہ تھی کہ عبداللہ آمنہ کے ساتھ شادی کریں اور اس رشتے سے پیغمبر اکرم(ص) دنیا میں تشریف فرما ہوں۔[42]

رسول اللہ(ص) کی ولادت

قریش کی کاہنہ سودا بنت زہرہ کلابیہ نے ایک روز بنو زہرہ سے کہا: تمہارے درمیان ایک انذار کرنے والی (= ڈرانے والی یا متنبہ کرنے والی) یا ایک پیغمبر کو جنم دینے والی خاتون ہے۔ اپنی لڑکیاں مجھے دکھاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ کاہنہ ان سے ملی اور ان کے ساتھ گفتگو کی۔ اس نے آمنہ کے بارے میں کہا: "یہ یا تو خود پیغمبر ہے یا ایک پیغمبر کی ماں بننے والی ہے۔[43]۔[44]

آمنہ محمد(ص) کے حمل کے ایام کے بارے میں کہتی ہیں: مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ حاملہ ہوں، اور دوسری حاملہ خواتین کی طرح بھاری پن محسوس نہیں کرتی تھی۔ کوئی خواب اور جاگتے کی حالت میں میرے پاس آیا اور کہا: کیا تم سوچ سکتی ہو کہ حاملہ ہو؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے کہا: تم اس امت کے سید و سرور پر حاملہ ہو۔[45] دوسری روایت میں ہے کہ آمنہ نے کہا: حمل کے وقت گویا کسی نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا: تو اس امت کے سید و سرور پر حاملہ ہو جو اس کو جنم دوگی تو کہہ دو۔ أُعیذُهُ بِالواحِدِ * مِن شَرِّ کُلِّ حاسِدٍ * وَکُلِّ خَلقٍ مارِدٍ * یَأخُذُ بِالمَراصِدِ * فِي طُرُقِ المَوارِدِ * مِن قائِمٍ وَقاعِدٍ: میں اس کو تمام حاسدوں کے شر سے خدائے یکتا کے سپرد کرتی ہیں، اور تمام سرکش انسانوں کے شر سے جو کمین گاہوں میں بیٹھے ہیں، اور ان راستوں میں جو ان کے داخلے کی راہیں ہیں خواہ وہ کھڑے ہوں خواہ بیٹھے ہوں۔[46] اور اس پر محمد کا نام رکھو۔[47]

آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہا کے بطن مطہر سے بروز 17 ربیع الاول عام الفیل رسول اکرم(ص) متولد ہوئے۔ اہل سنت کا قول مشہور یہ ہے کہ رسول اللہ(ص) کا یوم ولادت 12 ربیع الاول ہے۔[48] اس فرزند ارجمند کی ولادت نے بنو ہاشم کے لئے مسرت کے موجبات فراہم کئے؛ یہاں تک کہ ابو لہب کو اس کی کنیز ثویبہ اسلمیہ نے آپ(ص) کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو اس نے کنیز کو آزاد کردیا۔[49] حضرت عبدالمطلب(ع) نے اس فرزند کا نام محمد رکھا او رجب قریشیوں نے سبب پوچھا تو فرمایا: چاہتا ہوں کہ آسمانوں میں اور زمین پر اس کی تعریفیں کی جاتی رہیں۔[50]

دایہ کی تلاش

آمنہ محمد(ص) کی ولادت کے بعد آپ(ص) کے لئے دایہ کی تلاش میں تھیں لیکن آپ(ص) یتیم تھے اور خود بھی مال و دولت کے مالک نہیں تھیں لہذا کوئی عورت بھی آپ(ص) کی دایگی قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ دایہ بننے والی خواتین۔ جو مکہ آئی تھیں۔ شام تک قریشیوں کے بچے لے چکی تھیں اور آخر کار حلیمہ سعدیہ نے۔ جن کو اس وقت تک کوئی بچہ نہیں ملا تھا اور وہ بھی صبح کے وقت محمد(ص) کی دایہ بننے سے انکار کرچکی تھیں۔ آپ(ص) کو قبول کرلیا۔ عبدالمطلب نے ان کا نام سن کر "حلم" و "سعد" کے الفاظ دہرا کر خوشی سے اپنا فرزند ان کے سپرد کردیا۔[51]

حلیمہ کو شام تک کوئی بچہ نہ ملا تو شوہر سے کہنے لگیں کہ بنو سعد کی عورتیں رضاعی بچے لے کر جارہی ہیں اور میں نامراد اپنے قبیلے میں پلٹ رہی ہوں؛ وہ روئیں اور شوہر نے ان سے کہا: مت رؤو جاؤ اسی بچے کے پاس اور اسی کو گود لے لو امید ہے کہ خداوند متعال اسی خیر کثیر قرار دے گا؛ بے شک ان کے دادا صاحب خیر و احسان ہیں۔ چنانچہ وہ عبدالمطلب کی طرف لوٹیں اور انہیں صبح کا ماجرا یاد دلایا۔ عبدالمطلب اٹھے اور انہیں آمنہ کے گھر لے گئے اور انہیں اس واقعے کی خبر دی اور انہیں ان کا نام اور ان کی قوم کا نام بتایا۔ آمنہ نے کہا: یہ وہی خاتون ہے جس کو اپنا فرزند سپرد کرنے کا مجھے حکم ملا ہے۔ چنانچہ عبدالمطلب اٹھے اور انہیں گھر کے اندر لے آئے اور حلیمہ سے کہا: اے حلیمہ! تمہیں بشارت ہو کہ اس نومولود کی وجہ سے سعادت اور خوشبختی پاؤگی۔، اور یوں حلیمہ محمد(ص) کو اپنے ساتھ صحرا لے گئی۔[52]

حلیمہ سعدیہ نے محمد کو دو سال تک دودھ پلانے کے بعد آپ(ص) کو مکہ میں اپنی والدہ کے پاس لے آئیں؛ تاہم چونکہ اس طفل سعید کی وجہ سے انہیں برکتیں ملی تھیں اور مکہ میں پھیلنے والی وبا سے ان کا قبیلہ محفوظ رہا تھا چنانچہ انھوں نے آمنہ سے درخواست کی کہ انہیں اجازت دیں کہ محمد(ص) کو مزید کچھ عرصہ صحرا لے جائیں اور اپنے پاس رکھ لیں؛ چنانچہ آمنہ نے ان کی درخواست قبول کرلی۔[53] آخر کار حلیمہ نے سنہ 6 عام الفیل میں محمد(ص) کو۔ ولادت کے 5 سال اور دو روز اپنے پاس رکھنے کے بعد۔ والدہ کے پاس لوٹا دیا۔[54]

مدینہ کا سفر اور وفات

آمنہ، سنہ 7 عام الفیل میں اپنے فرزند کو والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر کی زیارت کی غرض سے مدینہ میں عبداللہ کے ننھیال کے ہاں لے گئیں جن کا تعلق قبیلہ بنو نجار سے تھا۔ وہ مدینہ سے لوٹتے ہوئے بیمار ہوئیں اور ابواء کے مقام پر وفات پا گئیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔ ام ایمن محمد(ص) کو مکہ لے آئیں اور پانچ دن کے سفر کے بعد مکہ پہنچیں۔[55]

استغفار نبی(ص) کا ماجرا

کچھ قلم فرساؤں نے لکھا ہے کہ رسول اکرم(ص) نے غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد عمرہ بجا لانے کا ارادہ کیا چنانچہ آپ(ص) مدینہ سے مکہ کی طرف عازم ہوئے۔ پس جب آپ(ص) اپنی والدہ کی قبر پر پہنچے تو خداوند متعال سے التجا کی کہ آپ(ص) کو اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کا حکم دے؛ لیکن آپ(ص) کی التجا قبول نہیں ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی:

"وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلاَّ عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لأَوَّاهٌ حَلِيمٌ (ترجمہ: اور ابراہیم کا دعائے مغفرت کرنا اپنے باپ کے لیے نہ تھا مگر ایک وعدہ کی رو سے جو انہوں نے کیا تھا اس سے مگر جب ثابت ہو گیا ان پر کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو انھوں نے اس سے اظہار برات کر دیا، بلاشبہ ابراہیم غم خوار انسان تھے، تحمل سے کام لینے والے) [سورہ توبہ–114] "۔[56]

نیز ابن مسعود سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ(ص) مسلمین کی قبروں کی زیارت پر گئے اور ہم بھی آپ(ص) کے ہمراہ گئے۔ آپ(ص) ایک قبر کے سامنے بیٹھ گئے اور روئے اور دعا کرتے رہے۔ ہم بھی روئے اور آپ(ص) کے ساتھ دست بدعا ہوئے۔ آپ(ص) نے ہم سے پوچھا کہ "تم کس لئے رو رہے ہو؟" ہم نے عرض کیا کہ آپ روئے تو ہمیں بھی رونا آیا۔ آپ(ص) نے فرمایا: "یہ میری والدہ آمنہ کی قبر ہے جس کے سامنے میں بیٹھا ہوا ہوں۔ خداوند متعال نے مجھے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی لیکن مجھے ان کے لئے استغفار کی اجازت نہیں ملی اور یہ آیت نازل ہوئی:

"مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَن يَسْتَغْفِرُواْ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُواْ أُوْلِي قُرْبَى مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (ترجمہ: پیغمبر کو

اور انہیں جو ایمان لائے ہیں، یہ حق نہیں کہ وہ دعائے مغفرت کریں مشرکوں کے لیے، خواہ وہ [ان کے] اقارب و عزیز کیوں نہ ہوں بعد اس کے کہ ان پر ثابت ہو گیا وہ دوزخ والے ہیں) [سورہ توبہ–113] "۔[57]
شیعہ اعتقاد کے مطابق یہ روایات صحیح نہیں ہیں کیونکہ شیعہ امامیہ کے درمیان ابو طالب، آمنہ بنت وہب اور عبداللہ بن عبدالمطلب اور تمام اجداد رسول(ص) ۔ تا حضرت آدم(ع) کے ایمان پر اجماع پایا جاتا ہے۔[58] یہ روایات تمام شیعہ اور بہت سے سنی مآخذ میں پائی جاتی ہیں۔
امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ آنحضرت(ص) نے فرمایا: "'جبرائیل مجھ پر نازل ہوئے اور کہا اے محمد! خداوند عزّ و جلّ خداوند متعال نے آپ پر درود بھیجتا ہے اور فرماتا ہے': بے‌شک میں نے آگ کو حرام کردیا ہر صلب پر جس نے آپ کو اتارا ہے اور ہر رَحِم (= کوکھ) پر جس نے آپ کو حمل کیا ہے، اور ہر دامن پر جس نے آپ کو پالا ہے اور آپ کی کفالت کی ہے: وہ صلب، عبداللہ کی صلب ہے اور جس کوکھ نے آپ(ص) کو حمل کیا وہ آمنہ بنت وہب کی کوکھ ہے اور جس دامن نے آپ(ص) کی پرورش کی ابوطالب کا دامن یا بروایت فضال فاطمہ بنت اسد کا دامن ہے۔[59]۔[60]
شیخ صدوق نے امام صادق(ع) سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام(ص) نے امام علی(ع) سے مخاطب ہوکر فرمایا: "عبدالمطلب نے کبھی بھی قمار بازی (= جوا بازی) نہیں کی اور بتوں کی پوجا نہیں کی اور ۔۔۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیم خلیل(ع) کے دین پر ہوں"۔[61]
نیز شیخ صدوق کہتے ہیں: ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ رسول خدا(ص) کے آباء و اجداد آدم(ع) تک، نیز ابوطالب اور رسول اکرم(ص) کی والدہ آمنہ سب مسلمان اور صاحب ایمان تھے۔[62]
علاوہ ازیں شیعہ علماء نے مذکورہ بالا روایات پر جرح کی ہے؛ مثال کے طور علامہ عبدالحسین امینی کہتے ہیں: "(جنگ تبوک رسول اللہ(ص) کی حیات طیبہ کے آخری سالوں میں انجام پائی تو] کیا آپ(ص) اس زمانے تک ۔ اتنی ساری آیات کریمہ نازل ہونے کے باوجود جن کا ہم نے تذکرہ کیا[63] یہ تک نہیں جانتے تھے آپ(ص) اور آپ(ص) پر ایمان لانے والے بت پرستوں کے لئے استغفار اور اللہ اور ان کے درمیان وساطت نہیں کرسکتے؟! پس آپ(ص) کیونکر اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ(ص) اپنی والدہ کے لئے استغفار و وساطت کا اذن عطا فرمائے؟! کیا آپ(ص) تصور کرتے تھے کہ آپ(ص) کی والدہ دوسرے انسانوں سے الگ تھلگ کوئی اور مخلوق ہیں؟! کیا جاعلین اور واضعین نے یہ روایت گھڑ کر رسول خدا(ص) کی عظمت و عزت کو گھٹانا اور آپ(ص) کی والدہ طیبہ و طاہرہ کے پاک دامن کو بت پرستی کی آلائش سے آلودہ کرکے دکھانا چاہا ہے؟[64] وہ مزید لکھتے ہیں: بعض افراد نے استغفار کو میت پر نماز بجا لانے سے تفسیر کیا ہے[65] اور اس صورت میں وہ استغفار مذکورہ بالا روایات سے ناسازگار ہونگی؛[66] کیونکہ آپ(ص) کے والدین اس دنیا میں نہ تھے اور یہ حکم ان مشرکین کے لئے تھا جو بعد از اسلام سے انتقال کرجاتے ہیں۔

حوالہ جات

ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص64–65۔
الیعقوبی، تاریخ الیعقوبی، ج2، ص9–10۔
الطبرسی، اعلام الوری، ج1، ص285۔
ابن سعد، الطبقات الکبری، ج1، ص76۔
دائرۃ المعارف بزرگ اسلامي، ج2، ص217۔
الحسنی، سیرۃ المصطفی، ص40۔
الطبري، تاریخ طبري، ج2، ص243۔
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج1، ص307۔
ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص622–626۔
الصالحي الشامي، سبل الہدی والرشاد، ج5، ص336 اور بعد کے صفحات
الصالحي الشامي، سبل الہدی والرشاد، ج1، ص323 اور بعد کے صفحات۔

عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیغمبر، ص74۔
عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیغمبر، ص80–81۔
ابن کثیر، السیرة النبویة، ج3، ص622–626۔
الصالحي الشامي، سبل الہدی والرشاد، ج1، ص323؛ ج5، ص336 اور بعد کے صفحات۔
عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیغمبر، ص81۔
النیسابوری، غرائب القران ورغائب الفرقان، ج4، ص259۔
النیسابوري، تفسیر غرائب القران ورغائب الفرقان، ج4، ص259 ۔
الطبرسي، تفسیر مجمع البیان، ج4، ص90۔
فخر رازی، تفسیر مفاتیح الغیب، ج13، ص41۔
الآلوسي، تفسیر روح المعاني، ج7، ص194–195۔
الشیخ المفید، أوائل المقالات، ص45–46۔
الشیخ المفید، تصحیح إعتقادات الإمامیة، ص139۔
ابو نعیم الاصبهانی، دلائل النبوة، ج1، ص57۔
الصدوق، الامالي، ص336۔
ابن سعد، الطبقات، ج1، ص76–77۔
ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج3، ص405۔
ابن شهر آشوب، مناقب آل ابي طالب، ج1، ص26۔
الطبری، تاریخ طبري، ج2، ص6۔
المجلسی، بحار الانوار، ج15، ص114۔
البکری، الانوار، ص76۔
المقریزی، امتاع الاسماع، ج4، ص39۔
البیهقی، دلائل النبوة، ج1، ص105۔
الصدوق، الامالي، ص336۔
السهیلی، الروض الأنف في تفسیر السیرة النبویہ لابن ہشام، ج1، ص275 و دیگر کتب و مآخذ۔
ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج2، ص308۔
الصدوق، الامالي، ص336۔
البکری، الانوار، ص62۔
النویری، نہایة الارب، ج 16، ص57۔
عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیغمبر [أم الرسول محمد آمنة بنت وہب]، ص103 بحوالۂ: الرحلة الحجازیة محمد لبیب البتنونی۔
آیتی، تاریخ پیغمبر اسلام، ص41۔
عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیغمبر، ص128۔
عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیغمبر، ص114 بحوالہ از " السهیلي، عبد الرحمن بن عبد الله، الروض الأنف في تفسیر السیرة النبویة لابن ہشام، ج1، ص4۔
الصالحي الشامي، سبل الہدی والرشاد، ج1، ص325۔
النویری، نہایة الارب، ج 16، ص64۔
الراوندي، الخرائج والجرائح، ج1، ص70 و دیگر شیعہ اور سنی مآخذ۔
ابن ہشام، السیرة النبویة، ج1، ص158۔
آیتی، تاریخ پیغمبر اسلام، ص43۔
عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیامبر، ص150۔
عائشة عبدالرحمن، آمنه مادر پیغمبر، ص153۔
ابن ہشام، السیرة النبویة، ص164–162۔

البکری، الانوار، ص198۔
ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ص164–162۔
ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج1، ص29۔
ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ج1، ص30۔
السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج3، ص283۔
سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج3، ص284۔
آیتی، تاریخ پیغمبر اسلام، ص 42۔
صدوق، علل الشرائع، ج1، ص177۔
کلینی، الکافی، ج1، ص446۔
صدوق، خصال، ج1، ص455۔
صدوق، الاعتقادات، ص110۔
رجوع کریں: الغدیر عربی متن/طبع 5: ج8/ص10–12۔
امینی، الغدیر، ج8، ص18۔
نک:طبری، جامع البیان، ج11، ص33۔
نک:امینی، الغدیر، ج8، ص19–20۔

مآخذ

قرآن کریم، اردو ترجمہ: سید علی نقی نقوی (لکھنوی)۔

آیتی، محمدابراہیم، تاریخ پیغمبر اسلام، تجدید نظر و اضافات از: ابوالقاسم گرجی، انتشارات دانشگاه تہران، تہران، 1378 ھ ش

ابن اثیر، علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، دار صار، بیروت.

ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحقیق علی محمد بجاوی، دارالجیل، بیروت.

ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، مصطفی عبدالواحد، دارالمعرفۃ، بیروت لبنان ۔ 1396 ھ / 1987 ء

ابن ہشام، أبو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، محقق: ابراہیم ابیاری، مصطفی سقاء، عبدالحفیظ شبلی، دارالمعرفۃ، بیروت.

الآلوسي، السید محمود البغدادی، روح المعاني فی تفسیر القرآن العظیم و...، المحقق: شکری الآلوسی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت لبنان

الأمینی، عبد الحسین، الغدیر، ترجمہ اکبر ثبوت، چاپ پنجم، بنیاد بعثت، تہران، 1391 .

الرازی، محمد فخرالدین بن ضیاء الدین عمر (544–604 ھ)، تفسیر مفاتیح الغیب (المعروف بہ التفسیر الکبیر)، دارالفکر بیروت 1401 ھ / 1981 ء

الراوندي، قطب الدین ابوالحسین سعید بن عبد اللہ بن حسین بن ہبۃ اللہ الکاشانی (متوفای 573 ھ)، الخرائج والجرائح، تحقیق: مؤسسۃ الامام المہدي علیہ السلام قم المقدسۃ 1408 ھ

السہیلي، عبد الرحمن بن عبد اللہ الخثعمي، الروض الأنف في تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، المحقق: مجدي بن منصور، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۔ لبنان 1967 ھ

القسطلاني، أحمد بن محمد (851 – 923 ھ)، المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المحقق : مأمون بن محي الدین الجنان، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ : الأولی ، 1416 ھ / 1996 ء.

السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، کتابخانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم.

الصالحي الشامي، محمد بن یوسف، سبل الہدی والرشاد في سیرۃ خیر العباد، ت عادل احمد عبد الموجود ۔ علي محمد معوض، دار الکتب العلمیۃ بیروت – لبنان الطبعۃ الأولی 1414 ھ / 1993 ء

الطبرسي، الفضل بن الحسن، مجمع البیان في تفسیر القران، تحقیق: السید محسن الامین العاملي، منشورات مؤسسۃ الاعلمي للمطبوعات بیروت – لبنان 1415 ھ / 1995 ء

الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر طبری)، دارالمعرفۃ، بیروت.

بنت الشاطئ، عائشۃ عبدالرحمن، آمنہ مادر پیغمبر (ص)، ترجمہ: سید محمدتقی سجادی، چاپ سوم، موسسہ انتشارات نبوی، تہران، 1379 ھ ش

النیسابوري، نظام الدین القمي، تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان، بیروت محقق: شیخ زکریا بیروت، دار الکتب العلمیة
نویری، احمد بن عبدالوهاب، نهایة الارب فی فنون الادب، دارالکتب و الوثایق القومیه، قاهره.
أبو نعيم الأصبهاني، احمد بن عبد الله بن احمد بن اسحق بن مهران المهرانی، دلائل النبوة، المحقق: محمد رواس قلعه جي و عبد البر عباس، دار النفائس، بيروت، 1406 هـ / 1986 ع
الصدوق (المتوفى 381 هـ)، الامالي: قم، البعثه، 1417 هـ
المقريزي (المتوفى 845 هـ)، امتاع الاسماع، تحقيق: محمد عبدالحميد، بيروت، دار الكتب العلميه، 1420 هـ
ابن سعد (المتوفى 230 هـ)، الطبقات الكبري، تحقيق: محمد عبدالقادر، بيروت، دار الكتب العلميه، 1418 هـ
ابن عساكر (المتوفى 571 هـ)، تاريخ مدينة دمشق،، تحقيق: علي شيري، بيروت، دار الفكر، 1415 هـ
ابن شهر آشوب (المتوفى 588 هـ)، مناقب آل ابيطالب، تحقيق: گروهي از اساتيد، نجف، المكتبة الحيدريه، 1376 هـ
المجلسي (المتوفى 1110 هـ)، بحار الانوار: بيروت، دار احياء التراث العربي، 1403 هـ
البكَری، احمد بن عبدالله، الأنوار ومفتاح السرور والافكَار فی ذکَر الرسول، انتشارات: شریف رضی قم.
البكري، عبدالله (المتوفى 526 هـ)، الانوار في مولد النبي محمد صلي الله عليه و آله، تحقيق: فضال، رضي، قم، 1411 هـ
البيهقي (المتوفى 458 هـ)، دلائل النبوة، تحقيق: عبدالمعطي، بيروت، دار الكتب العلمية، 1405 هـ
الطبري (المتوفى 310 هـ)، تاريخ طبري (تاريخ الامم و الملوك)، تحقيق: گروهي از علما، بيروت، اعلمي، 1403 هـ